رحم مادر کو مستعار لینے کی مختلف صورتیں: شرعی احکام واستنباط مسائل

Different forms of Borrowing the Womb: *Sharīah* Perspective

*رمیصاء مریم
**ڈاکٹر محمد سمیع اللہ
***خالد محمود عارف

Abstract

Progeny is a serious issue in family matters. Indeed, posterity is a basic matter of course among human beings. The extraordinary development of medical science in the last few decades and paramount researches regarding artificial techniques to become a parent raise several questions among bioethicist and theologians. These techniques are not only related with science or medical field, but as a matter of fact, it involves many bioethical, religious and law related challenges. This article, therefore, seeks to explicate a very modern mean of treat infertility called surrogacy and surrogate mother according to Islamic jurisprudence in the light of contemporary theological arguments. Although the main point is to elaborate the status and position of surrogacy according to the Islamic perspective. Moreover, other relevant points regarding contemporary legislation in Muslim countries are also discussed. The article looks at the pertinent problems faced by the society regarding the application of such artificial techniques.

Key words: Progeny, infertility, artificial techniques, surrogacy, Islamic perspective, contemporary Islamic law

---

* پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور
**اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور
***پی ایچ ڈی سکالر شعبۂ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پرنسپل ریڈر کالج منڈی بہاؤالدین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک نعمت اولاد ہے۔ اولاد انسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ انھیں پاکر وہ خوشی محسوس کرتا ہے، ان کے دم سے اس کی زندگی کی رنگینیاں قائم رہتی ہیں۔ ان کی کفالت کے لیے معاشی جدوجہد کرنا اس پر بار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وہ بعض انسانوں کو اولاد عطا کرتا ہے اور بعض کو کسی مصلحت یا آزمائش کے مقصد سے اس سے محروم رکھتا ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَo اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۔[1] اس کے باوجود بھی اولاد کی خواہش ایک ایسی چیز ہے جس کے حصول کے لیے انسان اپنی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، زمانہ قدیم میں وہ زوجین جو کسی بھی وجہ سے اولاد کی نعمت سے محروم رہتے تھے، اپنے کسی محرم رشتہ دار یا باہر سے کوئی بچہ لے کر اس کی پرورش کیا کرتے۔ لیکن موجودہ دور میں پچھلی کچھ دہائیوں میں میڈیکل سائنس کی غیر معمولی ترقی اور نت نئے میدانوں میں کامیابی کے نتیجے میں ایسے بہت سے بے اولاد حضرات میں بھی صاحب اولاد ہونے کی امید جاگی، مختلف تجربات اور طریقوں کے ذریعہ بے اولادی کی شرح میں کمی لانے کی کوشش کی گئی۔ ان میں سے ہی ایک طریقہ رحم مادر کو مستعار لینا ہے یا اجرت پر رحم کو حاصل کرنا ہے۔ مختصراً اگر اس اصطلاح کو بیان کیا جائے تو اس سے مراد ہے کہ مرد کا مادہ منویہ اور عورت کا بیضہ مصنوعی طریقے سے خارجی طور پر کسی اور عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے، وہ عورت، حمل اور وضع حمل کی تکالیف کو برداشت کرے اور پھر پیدائش کے بعد اس بچہ کو ان کے حوالہ کر دے۔ هو تلقيح ماء رجل (النطفة) بما امرأة ﴿البويضة﴾ تلقيحاً خارجياً فى وعاء اختيار ثم زرع هذه البويضة الملحقة ﴿اللقيحة﴾ فى رحم امراة أخرى تتطوع بحملها حتى ولادة الجنين أو مقابل۔[2]

اس پورے طریقہ کار میں بنیادی تصور اولاد کے حصول کے لیے کسی متبادل کی تلاش ہے، اس کے لیے عربی میں الرحم الظئر، الرحم المستعار، مؤجرات البطون، الام البديلة، المضيفة، الحاضنه، الام بالوكالة کی اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔[3]

جب کہ انگریزی میں اس کو Alternative Mother, Rental Womb, surrogacy, Surrogate Mother جیسے نام بھی دیئے جاتے ہیں۔[4]

قائم مقام مادریت، مختلف صورتیں

مؤجرات البطون یعنی ایک عورت کے رحم کو کسی دوسری عورت کے بیضہ کی بارآوری کے لیے (یا بے اولاد افراد کے بچے کے تخلیقی مراحل کو پورا کرنے کے لیے) اجرت میں لینے کی مختلف صورتیں قرار دی جاسکتی ہیں:

- أن يجرى تلقيح خارجى فى وعاء اختيار بين بذرتى زوجين، ثم تزرع اللقيحة فى رحم امرأة تتطوع بحملها۔[5]

---

[1] الشوریٰ: 49-50

[2] د. هند الخولى, تاجير الارحام فى الفقه الاسلامى، ، مجلة جامعة دمشق للعلوم الاقتصادية والقانونية، جلد: ۲۷، شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۷۷

[3] تاجير الارحام فى الفقه الاسلامى، ص: ۲۷۷

[4] http://www.merriam-webster.com/dictionary/surrogatemother

یعنی شوہر کے مادہ منویہ اور بیوی کے بیضہ کو بیرونی طور پر بارآور کرکے کسی دوسری عورت (یا اسی کی دوسری بیوی[6]) کی کوکھ میں مصنوعی افزائشی طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے استقرار حمل کی کوشش کرنا۔ اس قسم کی تاجیر الارحام کو traditional surrogacy کہا جاتا ہے۔[7]

- قائم مقام مادریت کی دوسری قسم gestational Surrogacy کے نام سے جانی جاتی ہے جس میں بے اولاد جوڑا کسی اور عورت کی خدمات اس طرح سے حاصل کرتا ہے کہ اس کا بیضہ اور رحم دونوں کو مستعار لیا جاتا ہے۔[8]
- بیضہ، بیوی کا ہو لیکن نطفہ شوہر کا نہ ہو۔ اسپرم بینک سے اپنی پسند کا کوئی نطفہ حاصل کرکے اور اسے بیضہ سے بارآور کرا کے استقرار حمل کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھوایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تب استعمال کیا جاتا جب شوہر باپ نہ بن سکتا ہو اور بیوی استقرار حمل کے قابل نہ ہو، البتہ اس کا بیضہ مقررہ وقت میں بنتا ہو۔
- Partial(genetic)surrogacy قائم مقام مادریت کی وہ صورت ہے جس میں اسپرم بینک[9] میں موجود donated sperms میں سے کوئی نطفہ حاصل کیا جاتا ہے اور اسے بیوی کے بیضہ سے ملا کر حمل کے قرار کے لیے کسی اور عورت کے رحم کو استعمال کیا جاتا ہے۔[10]
- Full(non-genetic) surrogacy میں اسپرمز اور ایگز کو محفوظ کرنے والے اداروں[11] کی مدد سے پسند کے کسی بھی محفوظ کردہ بیضہ اور نطفہ کی بارآوری کے بعد استقرار حمل کے لیے کسی تیسری عورت کے رحم کا حصول ممکن بنایا جاتا ہے۔[12]

تاریخی پس منظر

---

[5] یاسر عبد الحمید جاد اللہ النجار، التلقیح الصـــن ــــاعی من منظور الفقہ الإسلامی، مجلۃ کلیۃ الشریعۃ والقانون، مجلد: ۱۸، ۲۰۱۶، ص: ۴۰۹

[6] محمد خالد منصور، الدکتور، الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، دار لنفائس، للنشر والتوزیع، الاردن، ۱۹۹۹ء، ص: ۱۰۰

[7] Kindregan, Charles P., McBrien Maureen, Assisted Reproductive Tchnology, ABA Publishers, USA, 2016, p. 130

[8] ایضاً

[9] سپرم کو محفوظ بنانے والے ادارے دنیا کی تیزی سے بڑھتی ہوئی تجارتوں میں شامل ہیں۔

Almeling Rene. The Business of Egg and Sperm Donation. *Contexts*. 16(4) 2017, p. 68-70.

[10] Bentley,Gillian R. Substitute Parents, Berghahn Books,New York, 2009, p. 213

[11] Almeling Rene. The Business of Egg and Sperm Donation. *Contexts*. 16(4) 2017, p. 68-70.

[12] Substitute Parents, p. 213

Assisted reproductive technology (ART) یا معاون تولیدی ٹیکنالوجی کے حالیہ ادوار سے پہلے بھی اس طریقہ کار کا استعمال نظر آتا ہے، جس کے تحت سروگیٹ مدر یا ام بدیلہ کو عام طور پر ایسی خاتون کے طور پر دیکھا جاتا تھا جو حیاتیاتی ماں کی جگہ ایک بچے کی غیر رسمی طور پر پرورش کرتی تھی۔[13] بلکہ اس سے پہلے بائبل کی کتاب پیدائش سے بھی روایتی سروگیسی کی ایک قدیم مثال کا حوالہ ملتا ہے۔[14] اسی طرح سے ہندومت کے ۱۸ پرانوں میں سے ایک، شریمد بھاگوت پران میں بھی سروگیسی کی مثال کا ذکر ملتا ہے۔[15] لیکن اگر بانجھ پن کے علاج کے لیے کی جانے والی کوششوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کا نکتہ آغاز ۱۸۸۴ میں امریکی ڈاکٹر William Pancoast کا اپنے ایک شاگرد کے مادہ منویہ کو کسی مریض کی بارآوری کے لیے استعمال کرنے سے قرار دیا جاسکتا ہے۔[16] اسی طرح سے ۱۹۵۴ میں پہلی مرتبہ محفوظ کیے گئے نطفہ (frozen sperm) سے حمل ٹھہرانے کا کامیاب ترین تجربہ نظر آتا ہے۔[17] ۱۹۶۸ء میں اس میدان میں ایک اور سنگ میل Robert Edward اور اسکے ساتھیوں کی ایک عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کرنے کی تجرباتی کوشش ہے[18]۔ ۱۹۷۶ میں سروگیسی کے مضبوط حامی نول کین noel Kane نامی ایک وکیل نے پہلے قانونی سروگیسی معاہدے پر بات چیت کی اور اس کا مسودہ تیار کیا۔ معاہدہ روایتی سروگیسی کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا اور سروگیٹ کو اس کی خدمات کے لیے مالی معاوضہ نہیں دیا گیا تھا۔[19] ۲۵ جولائی ۱۹۷۸ء میں کامیاب ان وٹرو فرٹیلائزیشن IVF کے ذریعہ اس دنیا میں لوئیس براؤن نامی پہلے بچے کی پیدائش کو ممکن بنایا گیا۔[20] ۱۹۸۳ میں انڈے کے عطیہ سے

---

[13]Smolin David M, Surrogacy as the Sale of Children: Applying Lessons Learned from Adoption to the Regulation of the Surrogacy Industry's Global Marketing of Children, Pepperdine Law Review, v:43, no 2, 2016, p. 266

[14] کتاب پیدائش، ۱۶: ۱-۱۵

[15] شریمد بھاگوت مہاتم، اسکندھ ۱۰، ادھیائے ۲۔

[16]M. Seibel Machelle, L. Crockin Susan Family Building Through Egg and Sperm Donation: Medical, Legal and Ethical issues, London, 1996, p. 34

[17]ایضاً

[18]Vogel, Gretchen and Enserink, Honor for the Test Tube Baby Pioneer, Science New York, 2010, p. 158.

[19]J. Annas George, Fairy Tales Surrogate Mothers Tell, Law medicine and health care, v:6, 1998, p. 27

[20]Janna C, Merrick, Selling Reproductive Rights: Policy Issues in Surrogate Motherhood, journal of Politics and the Life Sciences, v:8, no:2, 1990, p.164

پہلا کامیاب حمل ٹھہرا اور ۱۹۸۵ء میں پہلی مرتبہ رحم مادر کو کسی اور جوڑے کے حمل کے لیے استعمال کیا گیا۔[21] رحم مادر کو کسی اور کے بیضہ کی پرورش کے لیے پیش کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو وہ عورت اپنا رحم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر دے اور کوئی اجرت طلب نہ کرے، یا پھر وہ اپنے رحم کو اس مقصد کے لیے پیش کرے اور ایک خاص معاوضہ طلب کرے۔ اسی بناء پر بائیو میڈیکل سائنس کی اس ترقی نے بہت جلد منافع بخش منڈی کی شکل اختیار کر لی جس کو [22] fertility Tourism Industry یا reproductive Tourism Market[23] کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اجرت پر اپنا رحم پیش کرنے والوں میں ہندوستان سرفہرست ہے جب کہ اس رحم کو خریدنے والوں میں امریکی افراد کا نمبر سب سے آگے ہے۔[24] اس انڈسٹری کے ساتھ ہی بہت سے سماجی، اخلاقی اور مذہبی تنازعات کا آغاز نظر آتا ہے جن کی قانونی پیچیدگیوں اور گھتیوں کو سلجھانے کے لیے باقاعدہ طور پر baby M کے کیس نے راہ دکھائی، ۱۹۸۸ء کے دوران نیو جرسی سپریم کورٹ میں یہ کیس قائم مقام مادریت کے معاہدوں کی درستی اور قوانین ساز اداروں کے لیے ایک راہ متعین کرنے والا پہلا امریکی عدالتی مقدمہ بن گیا جب ایک شیر خوار بچے کے والدین کو سوالیہ نشان بنایا گیا۔ کیس کا خلاصہ یہ ہے کہ، ایک شادی شدہ جوڑے نے وائٹ ہیڈ نامی خاتون کے ساتھ قبل از پیدائش، جنین کی پرورش کے لیے رحم کے حصول کا معاہدہ کیا، بچی (جس کا نام میلیسیا رکھا گیا) کی ولادت کے بعد، ام بدیلہ یعنی وائٹ ہیڈ نے اسے مطلوبہ والدین کے حوالے کرنے کی بجائے اس کو خود رکھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس پر اس جوڑے نے والدین کے حقوق کے لیے مقدمہ دائر کیا، لیکن عدالتوں نے معاہدے کو غلط قرار دے کر وائٹ ہیڈ کو قانونی ماں بنا دیا۔ یہ فیصلہ آج تک نیو جرسی میں نظیر کے طور پر کام کرتا ہے۔[25] اسی کیس کے بعد سے خصوصی طور پر امریکہ (کی زیادہ

---

[21] Sargent Michelle, Regulating Egg Donation: A comparative Analysis of Reproductive Technologies in the United States and United Kingdom, Michigan Journal of Public Affairs, v:4, 2007.

[22] Smerdon Usha Rengachary, Crossing Bodies, Crossing Borders: International Surrogacy between the United States and India, Cumberland Law Review, v:39, no: 1 2008-2009, p. 56

[23] C. Ikemoto Lisa, Reproductive Tourism: Equality Concerns in the Global Market for Fertility Services, v:27, no2, LAW & INEQ, 2009, p. 277

[24] Darnovsky, Marcy and Beeson Diane, Global Surrogacy Practices, ISS Working Papers No 601, International Institute of Social Studies of Erasmus University Rotterdam, The Hague. 2014

[25] Baby M – 109 N.J. 396,537 A.2d 1227 (1988)

تر ریاستوں[26]) اور عمومی طور پر دیگر مغربی ممالک میں قائم مقام مادریت کے حوالے سے قانونی اعتبار سے ایک نیا نقطہ نظر ابھرتا ہے جس میں سروگیسی کو انسانی تولید کے لیے تجارتی ذریعہ بنانے کی بجائے اس کو انسانی فلاح کے طور پر دیکھا گیا، ریاستی اعتبار سے امریکہ میں زیادہ تر قوانین سروگیسی انتظامات کو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کو ممنوع یا سختی سے محدود کرتے ہیں۔[27]اسی طرح سے کمرشل سروگیسی برطانیہ میں بھی قانونی نہیں ہے۔ بچے کی پیدائش کے دوران بچے کی ولدیت قانونی طور پر سروگیٹ کو دی جاتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد ہی والدین کی درخواست یا گود لینے کے ذریعے قانونی ولدیت منتقل کی جا سکتی ہے۔[28] آسٹریلیا[29]، نیدرلینڈز[30]اور ڈنمارک بھی ان ممالک میں شامل ہیں جہاں قائم مقام مادریت کی وہی صورت قانونی ہے جس کو تجارتی اغراض کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں سروگیسی کی مکمل یا جزوی اجازت دینے والی زیادہ تر اقوام یا ممالک نے اس کا انتظام کرنے کے لیے سروگیٹ کے مراعات اور حقوق کو یقینی بنانے کے لیے مختلف قوانین تشکیل دیئے ہیں۔[31]اس کے برعکس کچھ غیر مسلم اکثریت کے حامل ممالک مثال کے طور پر، فرانس[32]، جرمنی[33]، اٹلی، اسپین، پرتگال اور بلغاریہ تمام قسم کی سروگیسی کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔[34]

رحم مستعار: اسلامی نقطہ نگاہ

---

[26]امریکہ میں قوانین سازی ریاستوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے:

L. Hofmann Darra, Mama's Baby, Daddy's Maybe: A state by state survey of surrogacy Laws and their Dispute Gender Impact, William Mitchell Law Review, v:35, no:2, 2009, pg.: 449

[27]Ahmad Nehal Uddin, An International View of Surgically Assisted Conception and Surrogacy Tourism pg:139.

[28]https://www.gov.uk/legal-rights-when-using-surrogates-and-donors#

[29]Parentage Act 2004 Australia, A2004-1; Surrogacy Act 2010, nsw

[30]https://www.government.nl/topics/surrogate-mothers/surrogacy-legal-aspects

[31]حوالہ سابقہ: ۲۵

[32]French Civil Code, Art 16-7 (All agreements relating to procreation or gestation on account of a third party are void.), کا انگریزی ترجمہGeorges ROUHETTE،

[33]The Embryo Protection Act 1990, section 1, Federal Law Gazette, Part I, No.69, issued in Bonn, 19 December 1990.

[34] https://www.euronews.com/2018/09/13/where-in-europe-is-surrogacy-legal>

قائم مقام مادریت کی جدید صورتوں کے اعتبار سے قرآن وحدیث کی منتخب نصوص[35] کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد ادارہ جاتی فتاوی، سفارشات اور فیصلوں[36] کی بنیاد پر فقہائے اہل سنت والجماعت کی اکثریت کا سروگیسی کی زیادہ تر صورتوں کے عدم جواز پر ایک جوہری اتفاق نظر آتا ہے[37]، فقہاء کرام کے اس اتفاق رائے کی اصل یہ ہے کہ اس طریقہ کار میں مجموعی طور پر منافع سے زیادہ مفاسد کا حصول ہے، اسی بناء پر دینی، اخلاقی، تہذیبی اور شرعی اعتبار سے اس کی اجازت مقاصد شریعت کی حفاظت میں خرابی کا موجب ثابت ہو سکتی ہے۔[38]

اسلامی شریعت کا اصول ہے کہ کسی بھی فاسد صورتحال کے وجود میں آنے سے قبل ہی اس کے سدباب کے لیے احکامات وحدود کا تعین کر دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ صورتحال پھر بھی وقوع پذیر ہو جائے تو اس کے نتائج سے پیدا ہونے والے آثار واحوال کے لیے بھی احکامات کی تشکیل ضروری ہے، مثلاً شریعت اسلامیہ میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور زانی کی سزا بھی مقرر کی گئی ہے لیکن زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچے کے نسب، وراثت اور دیگر مسائل سے متعلق تمام تر فیصلے بھی اسلامی قانون میں ملتے ہیں۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے جدید فقہائے کرام (جن میں سے اکثریت کی رائے رحم مستعار کے ناجائز ہونے پر مشتمل ہے[39]) نے اس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد ممکنہ اثرات پر تفصیل سے بحث

---

[35] النساء: ۰۱؛ لبقرۃ: ۲۲۳؛ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، کتاب النکاح، باب: فی وطی اسبایا، رقم الحدیث: ۲۱۵۸؛ بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء، ص: ۲۴۵؛ الترمذی، محمد بن عیسی، **الجامع**، کتاب النکاح، باب: ماجاء فی الرجال یشتری لجاریۃ وھی حامل، رقم الحدیث: ۱۱۳۱، بیت الافکار الدولیۃ، عمان، ۱۹۹۹ء، ص: ۲۰۰

[36] المنظمۃ الاسلامی للعلوم الطبیعۃ: ندوۃ الانجاب فی ضوء الاسلام، ص: ۴۸۴، الکویت، ۱۹۸۳ء؛ قرارات المجمع الفقھی الاسلامی بمکۃ المکرمۃ التابع لرابطۃ الاسلامی، طبع رابطۃ الاسلامی، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۸ھ، ص: ۱۵۶؛ الجنتہ الطبیۃ الفقھیۃ الدائمۃ فی الاردن، ص: ۱۱۹؛ انٹرنیشنل اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، ص: ۱۰۲؛ دارالافتاء جامعہ بنوریہ، کراچی، فتوی نمبر: ۱۰۹۶۴، بتاریخ: ۲ ستمبر ۲۰۰۹ء

[37] جیسے کہ برصغیر کے بیشتر علماء اس حق میں ہیں کہ اگر ام البیضہ اور ام الرحم دونوں ایک ہی شوہر کے عقد میں ہوں تو یہ صورت جائز ہے، مثلاً:

کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی، ماہنامہ محدث، مدیر: عبدالرحمٰن مدنی، حافظ، دسمبر ۱۹۸۷ء، جلد: ۱۸، شمارہ: ۱۶۰، ص: ۳۵؛ سنبھلی، برہان الدین، مولانا، موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل، دہلی 1992ء، ص: ۱۸۱؛ رحمانی، خالد سیف اللہ، مولانا، حلال وحرام، دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد، 1993ء، ص: ۳۰۳

[38] د۔ کریمۃ عبود جبر، استئجار الارحام والآثار المترتبۃ علیہ، مجلۃ ابحاث کلیہ التربیۃ الاساسیۃ، جامعۃ الموصل، مجلد: ۹، عدد: ۳، ۲۰۱۰، ص: : ۲۴۶

[39] اس متعلق اڈاکٹر عبدالمعطی بیومی (رکن مجمع البحوث الاسلامیہ وسابق پرنسپل کلیۃ اصول الدین جامعۃ الازھر، مصر) ایک شاذ رائے کے حامل ہیں، ان کے مطابق بعض شرائط کے تحت اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ شوہر اور بیوی کے نطفہ وبیضہ کے مرکب کو کسی اور عورت کے رحم میں رکھا جائے اور وہ جنین کی پرورش کرکے اس کو ان کے حوالے کردے۔ انہوں اس سارے معاملے کو رضاع پر قیاس کیا ہے۔ اور اس پر اجرت لینے کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے۔ **بحوالہ د. ھند الخولی، تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی، ص: ۲۸۶**

کی ہے اور اسلامی شریعت کی روشنی میں سروگیسی کی مختلف صورتوں کے حوالے سے احکام و مسائل کا استنباط کیا ہے۔ ذیل میں رحم مستعار کی مختلف صورتوں کے لحاظ سے ، علماء وفقہاء کے استنباط مسائل کا مطالعہ کیا جائے گا، اور چونکہ اس مصنوعی طریقہ بارآوری کو حرام ٹھہرانے کی بنیادی وجہ علماء واطباء اختلاط نسب قرار دیتے ہیں[40] اس لیے قائم مقام مادریت کی معلوم اشکال میں نسب کے احکامات کے حوالے سے خصوصی طور پر دیکھا جائے گا۔

- پہلی صورت: شوہر کا نطفہ اور اسی شوہر کی بیوی کا بیضہ کے ساتھ اس کا ملاپ کیا جائے اور اسکے بعد کسی اور عورت کے رحم میں اس جنین کو پرورش کے لیے رکھ دیا جائے۔ مستعار رحم کی یہ صورت چونکہ زوجین کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو شامل کرتی ہے ، اس لیے مسلم فقہاء کی غالب اکثریت کی رائے اس حوالے سے عدم جواز پر ہی مشتمل ہے[41]۔ لیکن اس صورت کے وقوع پذیر ہونے کے بعد جن احکام کا تعین کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں:

حد یا تعزیر

یہاں پر سب سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کیا رحم مستعار کا طریقہ زنا کہلائے گا؟ اس سلسلے میں ہمیں دو قسم کی آراء ملتی ہیں:

بعض علماء کرام نے اس صورت کو زنا کے موجب قرار دیا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ:

ان إدخال ماء رجل في رحم امرأة ليس بينها وبين الرجل نكاح هذا العمل يعتبر زنا۔ [42]

یعنی کسی مرد کا نطفہ اگر عورت کے رحم میں بغیر نکاح کے داخل کیا جائے تو اس عمل کو زنا سے ہی تعبیر کیا جائے گا۔

علماء کا ایک اور گروہ اس کو موجب فساد تو قرار دیتا ہے لیکن زنا نہیں سمجھتا۔ وہ اپنی اس رائے کی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان دونوں یعنی حمل بالزنا اور حمل بالزرع لقیحہ میں کئی اعتبار سے فرق ہے:

ایک تو یہ کہ زنا میں اتصال جنسی لازم ہوتا ہے، جب کہ اس حالت میں جنسی تعلقات کے قیام کی صورت عمل میں نہیں آتی۔ کیونکہ یہ عمل بذریعہ جراحت کیا جاتا ہے اور بیضہ اور نطفہ کو ملا کر کسی کے رحم میں رکھا جاتا ہے اور رحم تو محض وسیلہ غذا ہے، وہ وراثتی مواد منتقل کرنے کا اہل نہیں۔[43] اور دوسری بات یہ کہ زنا میں کسی مرد کا نطفہ اسی عورت کے بیضہ سے ملے گا اور اسی کے رحم میں پرورش پائے گا اور یہ قابل حرمت اس لیے ہے کیونکہ نکاح کی موجودگی کے بغیر یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل زنا سے اس طرح بھی مختلف ہے کہ زنا کا مقصد ہر گز بھی افزائش نسل نہیں ہوتا، بلکہ

اسی طرح پاکستان میں جاوید غامدی صاحب کا بھی یہی نقطہ نگاہ ہے جس پر دیگر دینی حلقہ جات کی جانب سے تنقید بھی کی جاتی ہے۔ دیکھیے: https://www.taemeernews.com/2020/12/surrogacy-collective-ijtihad.html

[40] احمد لطفی، محمد، التلقیح الصناعی بین اقوال الأطباء وآراء الفقهاء، دار الفکر الجامعی، ص: ۱۲۵

[41] د۔ بکر بن عبداللہ، فقہ النوازل، ۲۶۸/۱؛ حکم الاسلام فی التلقیح الصناعی، ص: ۱۴؛

[42] حسنی محمود، عبدالدایم، عقد الاجارۃ الارحام بین الحظر والاباحۃ، دار النہضۃ العربیۃ، القاہرۃ، ۲۰۰۰، ص: ۲۵۹

[43] رأفت سعید عثمان، د، بحوث فقهیۃ معاصرہ، نشر فیشبکۃ الانترنیت. ص: ۱۳؛ علی احمد السالوس، د۔ قضایا فقهیۃ معاصرۃ، ۸۲۰/۲۔

اس کا تو مقصد محض خواہش نفس کی تسکین ہے، جب کہ اس طریقہ سے جنین کی پرورش کا مقصد محض اولاد کی خواہش ہے۔[44]

نتیجتاً، فقہاء اس ضمن میں یہ استدلال کرتے ہیں کہ سروگیسی کا عمل بہر حال حد کی سزا کا موجب قرار نہیں دیا جاسکتا البتہ تعزیر کے طور پر کوئی سزا لاگو کی جاسکتی ہے۔[45]

عبدالمعطی بیومی اور ان کی فکر سے تعلق رکھنے والے بعض معاصر اہل علم بھی اسی رائے کے حامل نظر آتے ہیں لیکن چونکہ وہ surrogacy کے جواز کے بھی کسی حد تک قائل ہیں اس لیے ان کے خیال میں، تاجیر الارحام کے ضمن میں کیا جانے والا عقد تو معاہدہ نکاح سے مشابہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ عقد بلا شبہ ایجاب و قبول، گواہان کی موجودگی اور اجرت اور منفعت پر مشتمل ہے، جبکہ زنا تو ایک ایسا گناہ ہے جو کہ خلوت میں سب سے چھپ کر حدود اللہ کو توڑتے ہوئے کیا جاتا ہے۔[46]

مولود کا نسب

وضع حمل کے بعد پیدا ہونے والے نومولود کا نسب کس سے چلے گا؟ صاحب نطفہ سے یا اگر وہ عورت شادی شدہ ہے تو صاحب فراش سے، یا اگر وہ عورت غیر شادی شدہ ہے تو پھر اس کے نسب کا کیا معاملہ ہوگا؟ اس طریقہ کے تحت پیدا ہونے والے نومولود کو نسباً کس سے منسوب کیا جائے گا، اس حوالے سے علماء کرام کے مابین اختلاف رائے ہوا ہے۔

گروہ اول: کے مطابق اس نومولود کا نسب صاحب نطفہ اور بیضہ والی بیوی سے ہی جوڑا جائے گا، اس لیے کہ وہ بچہ جنیاتی اعتبار سے ان کا وارث ہوتا ہے۔ جبکہ جوام بدیلہ ہوتی ہے اس کی حیثیت محض اتنی ہوتی ہے کہ وہ ان کے جنین کو خون اور غذا مہیا کرے اور اسکی پرورش کرکے ان کے حوالے کردے۔ اس بنیاد پر اس کو رضاعت سے کچھ اوپر کے حقوق تو دیئے جاسکتے ہیں لیکن اصلاً وہ بچہ صاحب نطفہ کا ہی ہوگا۔ الدکتور ہاشم جمیل اس ضمن میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں: بان الجنين بعد زرعه لن يستفيد من المستأجرة غير الغذاء ، والرحم لاينقل أي صفة و ا رثية، ولا يعمل إلا كحضانة للجنين تحميه وتمده بما يلزم نموه [47]

---

[44] بحوالہ۔ **استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه**، مجلة ابحاث كلية التربية الاساسية، جامعة الموصل۔

[45] اگرچہ یہ واضح طور پر نہیں بتایا گیا ہے کہ یہ سزا کس کو ملنی چاہیے، سیاق و سباق بتاتا ہے کہ اس طرح کی سزا کا اطلاق تمام فریقین پر ہوگا: طریقہ کار انجام دینے والا معالج؛ شامل خواتین؛ اور شوہر بھی، اگر یہ طریقہ کار اس کی رضامندی سے انجام دیا گیا ہو۔ اس بحث کو پڑھنے کے لیے دیکھیے:

Shabana, Foundations of the Consensus against Surrogacy Arrangements Ayman in Islamic Law, Islamic Law and Society, v:22, no:2, 2015, p. 109

[46] تفصیل سے پڑھنے کے لیے دیکھیں: د۔ عبدالمعطی بیومی، بحوالہ تاجیر الارحام، عبدالقادر ابی العلا، بلاسنۃ طبع، ص: ۳۰ تا ۴۰؛ عباس زیاد کامل السعدی، مدى مشروعية عقد استئجار الرحم وآثاره، مجلة كلية المأمون، مجلد: ۲۲، ۲۰۱۳، ص: ۱۶۱

[47] بحوالہ۔ استئجار الارحام والآثار المترتبة عليه، ص: ۲۴۸

یعنی جنین بننے کے بعد وہ مستاجرہ سے سوائے غذا کے اور کچھ نہیں لے رہا، اور رحم کے اندر وراثت کی منتقلی کی صفت نہیں پائی جاتی، اور وہ مانند حضانت اسکو اٹھاتا ہے اور اس کی نشو و نما کرتا ہے[48]۔ اسی رائے کے حاملین میں سے کچھ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر توام بدیل غیر شادی شدہ ہے تو اس بچے کا والد صاحب نطفہ ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو ڈی این اے ٹیسٹ سے اس بچے کے اصل باپ کا معلوم کیا جائے گا۔[49] علماء کرام کے دوسرے گروہ کے مطابق اگر تو وہ عورت جس کا رحم مستعار لیا گیا ہے شوہر والی ہے تو اس نومولود کا نسب حدیث الولد الفراش وللعاھر الحجر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے اصلی شوہر (صاحب فراش) سے قائم کیا جائے گا۔

اذا كانت التى حملت اللقيحة امراة اجنبية عن صاحب الحيوان المنوى ان كانت ذات زوج ، فان المولود ينسسب للزوجها ، لانه صاحب الفراش ، وله ان ينفيه عنه باللعان[50]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی نے اپنے ایک مضمون میں بہت صراحت اور دلالت سے اس مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد مندرجہ بالا رائے ہی کو اختیار کیا ہے۔[51] انہوں نے اپنی رائے کی بنیاد دور نبوی میں ہونے والے دو واقعات پر رکھی ہے، جن میں اس بات کا یقین ہونے کے باوجود کہ پیدا ہونے والے بچے کا اصل باپ کوئی اور ہے، نبی اکرم ﷺ نے بچے کو اس سے منسوب کیا جس کی بیوی کے ہاں ولادت ہوئی تھی۔ ام بدیلہ کے غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس رائے کی حامل علماء کرام کا نکتہ نظر یہ ہے کہ بچے کا نسب اس سے ہی (ولد الزنا پر قیاس کرتے ہوئے) ملایا جائے گا

واما اذا كانت المراة التى حملت اللقيحة غير ذات زوج، فان مولودها لاينسب الى اب، وانما ياخذ حكم ابن الزنا، وينسب الولد حينئذ الى امه ، لانه لايوجد فراش صحيح ينسب الولد اليه۔[52]

ام بدیلہ کا نفقہ دوران حمل

البتہ رحم دینے والی عورت کے نفقہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اس پر ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب کی رائے کے مطابق رحم والی ام بدیلہ کا نفقہ بچے کے جنین کو فرٹیلائز کرنے والے باپ کی طرف ہے یا اس کے ولی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ اس کے خون سے اس کا غذا حاصل کرنا تو معتبر ہے، اور یہ نفقہ حمل اور نفاس کی ساری مدت تک جاری رہے گا۔[53] انہوں نے یہ

---

[48] لطاف حسین لنگڑیال، **عہد جدید میں کرایہ کی ماں سے متعلقہ مسائل شریعت اسلامیہ کے تناظر میں**، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ، جلد: ۱۴ دسمبر ۲۰۱۴ء، ص: ۲۷۸

[49] علی عارف، الام البدیلہ (اؤ رحم المستأجر)، المعہد العالمی للفکر الإسلامی - مکتب الأردن، ۱۹۹۹ء، ص: ۸۳۵؛ بورقعۃ، سفیان بن عمر، النسب ومدی تأثیر المستجدات العلمیۃ فی إثباتہ (مقالہ پی ایچ ڈی)، الجامعۃ الاسلامیہ، ملائیشیا، ۲۰۰۵، ص: ۴۶۱

[50] المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ، ص: ۱۶۸؛ الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص: ۱۰۴

[51] کیلانی، عبد الرحمٰن، مولانا، **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ص: ۳۵

[52] . د۔ محمود سعد شاہین، اطفال الانابیب بین الحظر والاباحۃ، ص: ۱۷۶

[53] عقد الاجارۃ الارحام بین الحظر والاباحۃ، ص: ۲۲۸

ستدلال قرآن پاک کی آیت وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن کی روشنی میں کیا ہے۔

قانونی ولدیت

سروگیسی کے نتائج سے متعلق سب سے زیادہ متنازعہ مسئلہ قانونی ولدیت کا قیام ہے، اس طریقہ سے جنم لینے والے بچے کے اصل والدین کن کو قرار دیا جائے، اس میں بنیادی نکتہ اختلاف نو مولود کی حقیقی ماں کی تعیین سے متعلقہ ہے، یعنی اس طریقہ سے جنم لینے والے بچے کی قانونی ماں کون ہو گی، بیضۃ دینے والی عورت یا جنم دینے والی عورت ؟اس ضمن میں معاصر فقہاء کی ایک تعداد نو مولود کو وضع حمل کی مشکل برداشت کرنے والی ماں سے منسوب کرتی ہے، یہ نظریہ کہ حاملہ ماں ہی قانونی ماں ہے بنیادی طور پر قرآن اور سنت نبوی دونوں میں "ماں" کی اصطلاح کے حوالہ جات پر مبنی ہے، قرآن نے ولادت کی بنیاد پر ماں کی واضح تعریف کی ہے، ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم[54] یعنی کوئی عورت اس وقت تک ماں نہیں بن سکتی جب تک اس کی کوکھ سے بچہ جنم نہ لے اور یہ دلیل قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔[55] اسی طرح قرآن کی ایک اور آیت : والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ[56]۔ میں بھی اللہ تعالی نے مولود کو اولادھن کہہ کر ان ماؤں کی جانب منسوب کیا جنھوں نے اس بچہ کو جنم دیا ہے۔[57] اسی طرح قرآن پاک کی دو مزید آیات : ووصینا الإنسان بوالدیہ إحسانا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا[58] اور ووصینا الإنسان بوالدیہ حملتہ امہ وہنا علی وہن[59] سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ حقیقی ماں کا درجہ پانے کے لیے کے لیے کرہا (مشقت) کو اٹھانا لازمی ہے جبکہ یہ اس مشکل سے بھی وہ عورت گزرتی ہے جس کے رحم میں بچہ پرورش پا رہا ہے نہ کہ وہ جس کے بیضہ سے بچہ کا آغاز ہوا ہے۔[60]

---

[54] المجادلہ : ۲

[55] الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص: ۱۰۴؛ القرطبی: الجامع لاحکام القرآن ، بذیل آیت : المجادلہ : 2، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء

[56] البقرۃ: ۲۳۳

[57] د۔یوسف القرضاوی، فتاوی معاصرۃ، مکتبۃ وھبۃ، ۲۰۰۵، ص: ۱۶۱

[58] الاحقاف : ۱۵

[59] لقمان : ۱۴

[60] الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص: ۱۰۵؛ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی بھی اسی رائے کے حامل ہیں : **انسانی پیدائش کے لئے مصنوعی تخم ریزی**، ص: ۳۵؛ دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، یوپی، انڈیا کا بھی یہی فتوی ہے کہ بچے کا نسب اس خاتون سے ثابت ہو گا جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے اور جس نے حمل و وضع حمل کی مشقت برداشت کی۔

محمد اسد اللہ، **مصنوعی بارآوری۔صورتیں اور احکام**، ماہنامہ دار العلوم، مدیر: حبیب الرحمٰن، مولانا، اپریل : ۲۰۱۳ء، جلد: ۹۷، شمارہ: ۴، ص: ۲۹؛ قرارات المجمع الفقھی الاسلامی بمکۃ المکرمۃ، ص: ۱۵۶

اس کے بر عکس نسب کی حقدار ام البیضۃ کو قرار دینے والے علماء کرام رحم کو اجرت پر دینے والی خاتون کو رضاعت سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ينسب المولود إلى صاحبة البيضة أما المر أ ة المستأجرة التي حملته وولدته فهي مثل الأم الرضاعية .لايثبت لها النسب بل يثبت لها حكم الرضاع۔[61]

یعنی مولود کو صاحبہ بیضۃ کی طرف منسوب کیا جائے گا اور اپنے رحم کو اس مقصد کے لیے پیش کرنے والی عورت جو کہ اس کا حمل اٹھاتی ہے اور اسکو جنم دیتی ہے اس کو رضاعی ماں سے تشبیہ دی جائے گی، اس سے نسب تو ثابت نہیں ہو گا بلکہ اس پر رضاعت کا حکم لگایا جائے گا۔

اس فریق کی دلیل یہ ہے کہ بچے کا اپنی ماں سے دو طرح کا تعلق ہوتا ہے۔ تعلق تکوین و وراثت کہ جس کی بنیاد خاتون کا بیضہ ہے اور تعلق ولادت وحضانت جو کہ رحم سے تشکیل پاتا ہے لہٰذا ان آیات میں ولادت سے مراد بچہ پیدا کرنا نہیں بلکہ انڈے کو جنم دینا ہے کیونکہ یہ اصل ماخذ ہے، اور اس صورت میں جس خاتون کے انڈے کو بار آور کر کے استعمال کیا گیا ہے وہی اصل ماں کہلانے کی حقدار ہے۔

- دوسری صورت: ایک اور صورت جس کو علماء کرام کا ایک گروہ جائز قرار دیتا ہے[62] یعنی میاں بیوی کے نطفہ اور بیضہ کی تلقیح کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھ دیا جائے تو اس ضمن میں احکامات کی نوعیت بھی تبدیل ہو جاتی ہے ۔اس ضمن میں جہاں تک نو مولود کے نسب کا اس کے باپ کی طرف سے تعلق ہے تمام فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صاحب نطفہ ہی اس کا باپ ہو گا کیونکہ صاحبہ بیضہ اور صاحبہ رحم دونوں اس کی بیویاں ہیں[63]

البتہ اس بچے کی حقیقی ماں کون ہو گی اس سلسلہ میں فقہاء میں وہی اختلاف وقوع پذیر ہوتا ہے جو گزر چکا ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں ایک اور بات کو ذہن میں رکھنا نہایت ضروری ہے کہ فقہاء کرام جانب سے دی گئی اس صورت کی اجازت قطعاً عام نہیں ہو گی کیونکہ یہ فقہی قاعدہ ہے کہ "الضرورات تبیح المحظورات" یعنی ضرورتیں ممنوع چیزوں کو جائز کر دیتی ہیں۔ شافعی فقہاء نے اس قاعدہ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: " بشرط عدم نقصانها عنها" یعنی ضرورت کی حالت میں ناجائز چیز جائز ہو جاتی ہے بشرط کہ وہ ضرورت درجہ اور اہمیت میں ان ناجائز چیزوں سے کم نہ ہو بلکہ بڑھ کر

---

[61] د۔ کریمۃ عبود جبر، **استئجار الارحام والآثار المترتبۃ علیہ**، مجلۃ ابحاث کلیہ التربیۃ الاساسیۃ، جامعۃ الموصل، مجلد: ۹، عدد: ۳، ۲۰۱۰، ص: ۲۵۷

[62] حوالہ سابقہ:

اس کے علاوہ ڈاکٹر عارف علی عارف، احمد محمد جمال اور شیخ محمد علی تسخیری کی رائے بھی یہی ہے، دیکھیے: یاسر عبد الحمید جاد اللہ النجار، الدکتور، التلقیح الصناعی من منظور الفقہ الاسلامی، ص: ۳۹۲

[63] الاحکام الطبیۃ المتعلقہ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص: ۱۰۲

ہو۔[64] تو اس بناء پر اگر ایسی کوئی صورت جائز قرار دی بھی گئی ہے تو وہ محض اضطراری کیفیت کے بموجب ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے اس لیے اس کو عام حکم کے تحت نہیں لیا جائے گا۔

- **تیسری صورت**
- یہ وہ صورت ہو جاتی ہے جس میں تینوں نفوس یعنی صاحب نطفہ، صاحبہ بیضہ، اور صاحبہ رحم کا آپس میں کوئی تعلق نہ ہو، یہ رحم مستعار کی سب سے قبیح صورت قرار دی جا سکتی ہے اور اس کی تین حالتیں ہوں گی۔
- پہلی حالت وہ جس میں بیوی کا بیضہ لیا جاتا ہے اور کسی اور مرد کے نطفہ کے ساتھ ملا کر اس کو کسی اور عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے گا۔ (اور جب بچہ کی پیدائش ہوتی ہے وہ بیضہ والی عورت اور اس کا شوہر اس کے والدین قرار پاتے ہیں۔)
- دوسری حالت وہ جس میں بے اولاد جوڑے کے لیے کسی اور عورت کا بیضہ لے کر، کسی دوسرے مرد کے نطفہ سے اس کی تلقیح کی جاتی ہے اور پھر بیوی کے رحم میں اس جنین کو پرورش کے لیے رکھ دیا جاتا ہے۔
- اس حالت میں اولاد کے خواہشمند افراد میں سے شوہر کا نطفہ لیا جاتا ہے اور بیضہ بھی کسی اور عورت کا ہوتا ہے اور رحم بھی۔

ان تینوں حالتوں میں اختلاط نسب کے انتہائی قوی امکان ہیں، اس لیے فقہاء کی آراء کے مطابق وہ عورت جس کا رحم مستعار لیا جاتا ہے اور مولود کو جنم دیتی ہے اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس بچہ کا والد اس کے صاحب فراش کو قرار دیا جائے گا۔ یہاں تک ان کو اس کے خلاف کوئی دلیل قطعی نہ مل جائے۔
اسی طرح اگر وہ عورت جو اپنا رحم کی خدمات کو پیش کرتی ہے اگر صاحبہ زوج نہیں ہے تو اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے ولے مولود پر ابن الزنا کا حکم ہی لگایا جائے گا۔ اور صاحب نطفہ کے ساتھ اس بچے کے منسوب کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔[65]

قائم مقام مادریت۔ قوانین مسلم ممالک

بلا شبہ یہ فقہی رویہ قانونی نظام کے طور پر شریعت کے اس مزاج کی تفہیم پیش کرتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نہ صرف ان مقدمات کے لیے قواعد وضع کیے جاتے ہیں جو اس کے اخلاقی نقطہ نظر سے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ ان مقدمات کے نتائج کو بھی منظّم کیا جاتا ہے جو اس نقطہ نظر سے میل نہیں رکھتے۔ فقہ اسلامی کا طبّی اخلاقیات کا ادارہ سروگیسی کے حوالے سے معاشرہ میں اس کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے اخلاقی اثرات اور عائلی اعتبار سے خاندان پر مرتب ہونے والے نسبی اثرات کے لیے اہم وسائل کی نمائندگی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ علمائے اسلام کی آراء اور فتاوی جات مسلم ممالک میں تشکیل قوانین پر ایک خاص اثر اور نفوذ کے حامل ہیں، وہ ممالک جہاں اہل تشیع حضرات کی اکثریت ہے ان کے ملکی قانون پر جعفری مسلک کے فتاوی کی گہری چھاپ دیکھی جا سکتی ہے، اسی طرح وہ مسلم ممالک

---

[64] سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن، علامہ، الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعیۃ، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء، ۱/۱۴۱

[65] الاحکام الطبیۃ المتعلقۃ بالنساء فی الفقہ الاسلامی، ص: ۱۰۲

جن کا قانون چاہے اسلامک لاء سے ماخوذ نہ بھی ہو، وہاں بھی قانون سازی میں فقہاء کرام کی آراء کا حد درجہ لحاظ رکھا جاتا ہے[66]

اس کے باوجود زیادہ تر مسلم اکثریتی ممالک میں سروگیسی یا قائم مقام مادریت سے متعلق واضح اور پابند قانون سازی کی عدم موجودگی نظر آتی ہے۔

مثال کے طور پر ملائیشیا ان مسلم ممالک میں سے ایک ہے جن کے قومی صحت کے ادارہ کو مضبوط تصور کیا جاتا ہے، اس بناء پر صحت کے لیے سیاحت کرنے والوں کے لیے کشش کا حامل ہے۔ ملائیشیا کی وزارت صحت کے مطابق 1,220,000 غیر ملکیوں نے 2019 میں "صحت کی دیکھ بھال کرنے والے سیاحوں" کے طور پر ملائیشیا کا دورہ کیا، جس سے ملک کے لیے US$405.87 ملین کی آمدنی ہوئی۔[67]

اسی بناء پر The New Straits Times میں شائع شدہ ایک مقالہ کے مطابق، ملائیشیا میں بانجھ جوڑوں کے بچے پیدا کرنے کے لیے سروگیسی تیزی سے مقبول ہو رہی ہے۔[68] حکومت ملائیشیا کو ایک کثیر ثقافتی ملک ہونے کے ناطے بھی قانون سازی میں بہت سی جہات کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے، اس کے باوجود قائم مقام مادریت کے حوالے سے ملائشیائی قانون کافی حد تک مبہم اور غیر واضح صورتحال کا شکار ہے۔ 2006 میں، ملائیشین میڈیکل ایسوسی ایشن نے معاون تولید کے لیے رہنما خطوط تیار کیے جس میں سروگیسی کے موضوع پر محض ایک تعارفی پیرا کو جگہ دی گئی۔[69]

اسلامی مذہبی امور کی قومی کونسل نے 2008 میں سروگیسی کو روکنے کے لیے ایک فتویٰ جاری کیا، اسی طرح مفتی وفاقی حکومت نے بھی ۲۰۱۶ میں جاری کیے گئے فتوی میں سروگیسی کو ممنوع قرار دیا[70] لیکن سول قانون کے تحت ایسی کوئی قانون سازی نہیں ہے جو سروگیسی کے عمل یا اس طرح کے معاہدے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کی حیثیت کو

---

66 مصنوعی تولیدی تکنیک کے حوالے سے مختلف ممالک میں فتاوی جات کے اثرات کا تفصیلی جائزہ پڑھنے کے لیے دیکھیے:

C. Inhorn Marc, Fatwas and ARTs: IVF and Gamete Donation in Sunni v.Shi'a Islam ,Journal of Gender, Race & Justice,v: 9, no: 2, 2005 pg.: 291-318

67 https://www.mhtc.org.my/statistics/

68 The Challenges of Surrogacy, **AL-IESLAH BADRUL HISHAM, November 2021**

https://www.nst.com.my/opinion/letters/2021/11/745630/challenges-surrogacy

69 Assisted Reproduction, The Malaysian Medical Council MMC Guideline 003/2006.

70 https://muftiwp.gov.my/en/artikel/irsyad-fatwa/irsyad-fatwa-umum-cat/1235-irsyad-al-fatwa-series-130-the-ruling-of-surrogate-mother

کنٹرول کرتی ہو، خاص طور پر اگر سروگیسی کا عمل غیر مسلم[71] افراد کی جانب سے کیا گیا ہے تو اس کی قانونی توجیح پر بھی ملائیشیائی قانون خاموش ہے۔ سروگیسی کی یک سطری ممانعت پر مشتمل ان مبہم اور غیر واضح قوانین کی موجودگی ملائیشیا کے لیے بہت سے قانونی گتھیوں کو سلجھانے کی متقاضی ہے، مثال کے طور پر قائم مقام مادریت کو اختیار کے نتیجہ میں جنین کے نسب اور جنم لینے والے بچے کی جائز حیثیت، سرپرستی وکفالت نیز پرورش اور وراثت کے حقوق کو فقہ اسلامی کے تناظر میں ملائیشیا کے موجودہ سول قانون کے ساتھ مطابقت کی ضرورت ایک قابل توجہ مسئلہ ہے۔[72] اسی طرح سے سروگیسی کے عمل کو غیر مسلم افراد کی جانب سے کیے جانے کے، اس کے ساتھ ساتھ اس عمل کے ذریعہ جنم لینے والے بچے کی شہریت، جنم سرٹیفیکیٹ، اور قائم مقام مادریت (کی اسلامی اعتبار سے جائز صورتوں) کے حوالے سے تشکیل دستاویزات بھی ابھی ملائیشائی حکومت کے لیے ایک چیلنج ثابت ہو سکتا ہے۔[73] اسی تناظر میں پاکستانی قانون بھی ترمیم کا متقاضی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے ۲۰۱۷ میں دیئے جانے والے ایک تفصیلی فیصلہ میں اسلامی قانون کے تحت قائم مقام مادریت کی قانونی حیثیت کو متعین کیا گیا۔ تین ججز کے متفقہ فیصلہ کا لب لباب یہ ہے کہ مصنوعی تولیدی تکنیک کے استعمال کے ذریعہ شادی شدہ جوڑوں کے نطفہ اور انڈہ کے ملاپ سے ولادت جائز ہے تاہم سروگیسی کا عمل اسلامی اعتبار سے غیر قانونی یا غیر شرعی ہے، اس بناء پر حکومت کو سروگیسی کے معاہدوں کو ناقابل نفاذ قرار دینے اور سروگیسی کے انتظام میں شامل تمام فریقین کے لیے تعزیرات کے ضابطہ میں ترمیم کرنی چاہیے۔[74] اس فیصلہ کے نتیجہ میں سامنے آنے والے نکات میں قانون سازوں کے لیے راہ کی تعیین کے باوجود کسی قسم کے واضح قوانین کو وضع نہیں

---

[71] ملائیشیا میں مسلمان شرعی قانون جب کہ غیر مسلم افراد سول قانون کی پابندی کرتے ہیں جب کہ بعض صورتوں میں سول لاء مسلم اور غیر مسلم دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے، جیسے. Evidence Act 1950 (Malaysia)
تفصیل کے لیے دیکھیں:

Nehaluddin Ahmad; Gary Lilienthal; Mohammed Hussain, "Law of Assisted Reproductive Surrogacy in Malaysia: A Critical Overview," Commonwealth Law Bulletin 42, no. 3 (September 2016): 355-374

[72] Sridevi Thambapillay, Selected Legal Issues Concerning Surrogacy in Malaysia, JMCL, 41:2, 2014, p. 38-44

[73] Goh Siu Lin, THE POTENTIAL RISKS OF SURROGACY ARRANGEMENTS IN MALAYSIA, Family Law Newsletter, 2015, p. 44,45.

[74] Farooq Siddiqui v Mst. Farzana Naheed, PLD 2017 FSC.78

کیا گیا، حالانکہ اس فیصلے میں موجود کئی نکات اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں سروگیسی کی ممانعت کے ساتھ، اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اثرات کے حوالے سے بھی قانون سازی کو عمل میں لایا جائے۔[75]

مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ دیگر مسلم اکثریت کے حامل ممالک بھی سروگیسی کے حوالے سے قانونی ابہام کا شکار نظر آتے ہیں، جیسے اگرچہ نائیجیریا میں سروگیسی واضح طور پر ممنوع نہیں ہے، لیکن اسے قانونی طور پر بھی تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔[76] ترکی بہر حال اس حوالے سے واضح قانون سازی کے حامل ممالک میں شامل ہے جہاں سروگیسی مکمل طور پر ممنوع قرار دی گئی ہے، لیکن اس کے حوالے سے بھی ترکی کے قانونی تجزیہ نگار مختلف قسم کے خدشات کا اظہار کرتے ہیں۔[77] جب کہ ایران میں ۱۹۹۹ء میں جاری کردہ آیت اللہ خمینی کے فتوی کی روشنی میں جزوی طور پر قائم مقام مادریت کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔[78]

نتیجہ بحث

اس میں کوئی شک نہیں کہ رحم مستعار کا استعمال کرنا معاشرتی، اخلاقی اور شرعی اعتبار سے مفاسد کا حامل ہے۔ماں کے ساتھ بچے کا تعلق بیضہ اور رحم دونوں کی بنیاد پر مکمل ہوتا لیکن جب رحم اور بیضہ الگ الگ ہوں تو ماں کا تعلق آدھا ہو جاتا ہے۔ یہ بات بالکل فطری اصولوں کے خلاف ہے اس لیے اس کے نتیجہ میں اخلاقی و معاشرتی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ دوسری طرف جو خواتین اپنے رحم کو ہمدردی کی بجائے اجرت پر پیش کرتی ہیں اس کے نتیجہ میں ان کے پیش نظر محض مادی منفعت کا حصول ہوتا ہے جس کی بناء پر ممتا کا وہ عظیم الشان تصور جو فطرت نے ایک عورت کے لیے بنایا ہے اور جس سے لوگ واقف ہیں وہ کہیں معدوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے قبل از پیدائش ایک بچہ یا جنین جہاں صحت اور دیگر

---

[75] Aimen Akhtar, Surrogacy in Pakistan: Call for Positive Legislation, LUMS Law Journal 7:1, 2020, pg.127

[76] Olanike S. Adelakun, "The Concept of Surrogacy in Nigeria: Issues, Prospects and Challenges," African Human Rights Law Journal 18, no. 2 (2018): 6۱۳

[77] Mehmet Akif Poroy, Cross-Border Surrogacy under Turkish Law and The Jurisprudence of the European Court of Human Rights, p. 33

CROSS-BORDER SURROGACY UNDER TURKISH LAW AND THE JURISPRUDENCE OF THE EUROPEAN COURT OF HUMAN RIGHTS

[78] Abbasi's Havazi, Muhammad Jalal & others, The Iranian ART Revolution, Infertality, assisted reproductive technology and third party donation in the Islamic Republic of Iran, Journal of Middle East Women's Studies,2008, 4(2), pg.: 24 https://www.kansai-u.ac.jp/ILS/publication/asset/nomos/42/nomos42-02.pdf

سہولیات کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے وہیں پر وہ اپنی ماں کے ان جذبات اور احساسات کا حق بھی رکھتا ہے جس کو ممتا کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، ام بدیلہ یا اپنا رحم کسی کے بچے کی پیدائش کے لیے دینے والی ماں، اس بچے کے لیے کن احساسات کی حامل ہو گی، یقینی طور پر وہ ممتا جس کا اکلوتا حقدار نو ماہ کے لیے جنین ہوتا ہے، اس حق سے وہ سروگیسی کے دوران محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور اسی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بعد از پیدائش وہ بچہ کن احساسات کا حامل ہو گا؟ یہ سب وہ پہلو ہیں جن پر مذہب اور قانون کو مل کر کوئی راستہ نکالنے کی ضرورت ہے۔

اسی تناظر میں مغربی دنیا میں قائم مقام مادریت کے جواز و عدم جواز سے متعلقہ قابل ذکر نقطہ ہائے نگاہ میں حقوق انسانی کی حفاظت کا ڈسکورس سب سے ممتاز اور اہم ہے، بعض مغربی سکالرز نے حقوق انسانی کے تناظر میں سروگیسی کو دیکھتے ہوئے قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش بچے کے حقوق کے ساتھ ساتھ عورت کے حقوق پر بھی بحث کی ہے، مثلاً یہ تشویش کہ ان اقوام میں سروگیسی کا رواج بچوں کے حقوق سے محرومی اور بچوں کی فروخت کا باعث بنتا ہے۔[79]

اسی طرح سے یہ معاہدہ یا کنٹریکٹ بھی اپنی حیثیت اس وقت مستحکم نہیں رکھ پاتا جس وقت ام البدیلہ یا surrogate motherاس بنیاد پر نومولود کو دینے سے انکار کر دیتی ہے کہ اس نے چونکہ اس بچے کو اپنے بطن میں نو ماہ رکھا ہے اس لیے وہ اس کی ماں کہلائے جانے کی زیادہ حقدار ہے، ایسے کئی کیسز یورپی ممالک میں تو منظر عام پر آتے رہتے ہیں، لیکن اسلامی ممالک جیسے پاکستان بھی ایسے مسائل کا سامنا کر رہا ہے۔[80] تیسری جانب اس طریقہ کے تحت پیدا ہونے والا بچہ چاہے ثابت النسب ہو گا لیکن اس میں ہر لحظہ اختلاط نسب کا شبہ پوشیدہ رہے گا۔ (جس طرح کئی کیسز میں medical negligenceکی وجہ سے جنین یا رحم میں ادل بدل کر دیا گیا[81]) اور اسی طرح متعدی جینیاتی عمل کے اعتبار سے بچہ کی عرف وعادات اور نفسیات پر بھی اثرات مرتب ہوں گے۔ اسی طرح اگر اس طریقے سے کوئی جوڑا اولاد حاصل کر بھی لیتا ہے تو یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں ام البیضہ اپنے اندر اس بچہ کے لیے اتنی ہی محبت اور شفقت پائے جتنی کہ وہ ماں پائے گی جس نے اس کو مشقت پر مشقت اٹھا کر جنم دیا۔ بہر حال اس طریقہ کی عام اجازت بہت سے مفاسد و خرابیوں کی راہ ہموار ہو سکتی اس لیے اگر اگر بعض شرائط وحالات کے مطابق اس کی اجازت دی بھی جاتی ہے تو وہ قطعاً عمومیت کی

---

79 U.N. Convention on the Rights of the Child, U.N. Doc. CRC/C/OPSC/IND/CO/1 (2004) [hereinafter India Report]

80 Farooq Siddiqui and his wife Yasmin versus Farzana Naheed,PLD,2013,Lahore, 254; see also:Sharmeen Khan, Surrogacy in Pakistan: Legal Perspectives: review P L D 2013 Lahore 254 Guardians and Wards Act, 1890 Pakistan Penal Code, 1860. http://siut.org/bioethics/Sharmeen%20article%20final.pdf

81 Banu az-Zubair, M Kabir. "Who is a parent? Parenthood in Islamic ethics." *Journal of medical ethics* vol. 33:10 (2007): 605-9. doi:10.1136/jme.2005.015396

حامل نہیں ہو گی بلکہ خاص حالات کے تحت ہی ہو گی اور فقہی قاعدہ درء المفاسد اولی من جلب المنافع (مفاسد کو دور کرنا حصول منفعت پر مقدم ہے) کے تحت حکمت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔

علاوہ ازیں بے اولاد حضرات کی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، معاصر فقہائے اسلام کے اجتہادی عمل کو بھی منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے، تاجیر الارحام کی بہت سی صورتوں کے حوالے سے جہاں پر اہل علم حضرات کے مباحث ملتے ہیں وہیں پر ایسے معاملات بھی موجود ہیں جن پر نئے سرے سے اجتہادی مؤقف کی وضاحت لازمی محسوس ہوتی ہے، جیسے کسی عورت کے لیے اس کی اپنی ماں کی کوکھ کو استعمال کرنا[82] یا کسی محرم رشتہ دار کو اس مقصد کے لیے تیار کرنا، یا ام البیضہ کا مصنوعی طور پر دودھ اتار کر نو مولود کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بھی قائم کرنا[83]، یہ تمام مسائل ایک واضح اور دوٹوک رائے اور قانون سازی کے بہر حال متقاضی ہیں۔

---

[82]https://www.bbc.com/news/av/uk-wales-47226173/mother-acts-as-surrogate-to-carry-her-daughter-s-baby

[83]Saari, Zilal & Yusof, Farah Wahida., Induced Lactation by Adoptive Mothers: A Case Study. Journal Teknologi. 68. 10. 2014, 11113/jt.V-68.2894.